پارلیمنٹ سرمایہ دار اور عیار لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے پلیٹ فارم سے سرمایہ بولتا ہے۔ سرمایہ یا پارٹی فنڈ کے بغیر جمہوریت ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتی۔ پارلیمنٹ سرمایہ دار کا تحفظ کرتی ہے اور سرمایہ دار اس کا تحفظ کرتا ہے۔ یہ سرمایہ داری کا نظام ہے۔ ذہانت وخطانت کا نہیں۔ اس سے جمہوریت کے لبادے میں امراء کی حکومت قائم ہو جاتی ہے جو عوام کے نام پر غریب عوام کا استحصال کرتی ہے جب کہ شورائی نظام میں امیر و غریب کا کوئی مسئلہ نہیں وہاں صرف اہل تقویٰ کو آگے لایا جاتا ہے تاکہ وہ امورِ سلطنت کو اللہ کی رضا و مرضی کے مطابق سرانجام دیں۔ یہی وجہ ہے کہ شورائی نظام میں صاحب الرائے اور متقین کی تلاش و جستجو کرنا پڑتی ہے لیکن پارلیمانی نظام میں ہر دولت مند اقتدار حاصل کرنے کے لیے خود بے چین نظر آتا ہے۔

اسمبلی اور دوسرے بلدیاتی اداروں کے ممبروں (عوام کے نمائندگان) میں عملاً مندرجہ اوصاف کا موجود ہونا ضروری ہے۔

۱۔ سرمایہ دار اور اقتدار کا بھوکا ہو۔ یہ سرمایہ خواہ وہ اپنی گرہ سے خرچ کرے یا اسے پارٹی مہیا کرے۔

۲۔ عیار ہو۔ اپنے گن گانے اور حریف کی تذلیل کے فن سے آگاہ ہو۔ جائز و ناجائز کا مول میں کود جانے کی جسارت رکھتا ہو۔ جوڑ توڑ کے فن سے بھی آشنا ہو۔ خوف خدا اور اسلامی اقدار اس کے سامنے ہیچ ہوں۔

۳۔ تھانہ اور عدالتوں میں اسے دسترس ہو تاکہ بدمعاش لوگوں کی سرپرستی کر سکے۔ ان کے جرم پر پردہ ڈال کر انھیں بے گناہ ثابت کر کے انھیں سزا سے بچا سکے تاکہ یہی لوگ انتخابات کے دوران اس کے دستِ راست اور ممد و معاون ثابت ہوں اور اس کا حساب چکا سکیں۔ اس طرح یہ دونوں مل کر عوام کے حقوق کا استحصال کرتے ہوں۔

اگر ہمارے نمائندہ میں ان اوصاف میں سے کسی ایک کی بھی کمی ہو تو اس کی کامیابی کے امکانات کم ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل شوریٰ کا نعم البدل ہیں۔

کثرتِ رائے معیارِ حق کا اصول بہت بڑی قباحت ہے جو مندرجہ بالا صورتِ حال کے پیشِ نظر گوارا کرنا پڑتی ہے۔ ورنہ ان دیں صورتِ حال کسی معاملہ کا فیصلہ ہونا ناممکن ہے۔

جمہوری نظام میں یہ اصول بہ امر مجبوری اختیار کیا گیا ہے جس کی حیثیت بنائے فاسد علی الفاسد سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس اصول سے معاملہ کا نزاع تو ختم ہو سکتا ہے لیکن راہِ صواب سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہوتا۔

اس کے برعکس شوریٰ میں مشورہ طلب معاملہ کے لیے دلیل کی جستجو ہوتی ہے۔ میرِ مجلس ہر ممبر سے دلیل کا خواہاں ہوتا ہے پھر جس سے دلیل میسر آ جائے۔ وہ خواہ اقلیت کی بجائے صرف فردِ واحد ہی ہو، جب میرِ مجلس اس پر مطمئن ہو جائے تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہے۔

پارلیمنٹ میں چونکہ فیصلہ کی بنیاد کثرت رائے ہے اس لیے کثرت رائے حاصل کرنے کے ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسری پارٹیوں کے ممبروں کو ہم رائے بنانے کے لیے گٹھ جوڑ شروع ہو جاتا ہے جو مزید منافقت اور انتشار کا باعث بنتا ہے۔ لیکن شوریٰ ایسی قباحتوں سے پاک ہوتی ہے اور مشورہ پوری خیر خواہی سے دیا جاتا ہے۔ گویا پارلیمنٹ کے ممبر انتخاب کے بعد نئے سرے سے جرائم کے ارتکاب میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جبکہ شوریٰ کے ممبروں کا اصل مقصد ہی جرائم کا استیصال ہوتا ہے۔

۵- حق انتخاب اور طریق انتخاب: پارلیمنٹ کے ممبر کاروبارِ حکومت میں اپنا حق سمجھ کر نمائندگی کے لیے درخواست گزارتے ہیں۔ فیصلہ چونکہ کثرت رائے پر ہوتا ہے۔ لہٰذا انھیں اپنی تشہیر اور دوسرے رقیبوں کے مقابلے میں اپنی اہلیت اور پاکیزگی ثابت کرنے کے لیے اور دوسرے فریق کی تذلیل کے لیے اشتہارات، پوسٹر، گھر گھر جا کر ووٹ کے لیے بھیک مانگنا، جلسے جلوس وغیرہ سرانجام دینے کے لیے کثیر مصارف برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ وہاں کئی قسم کے جائز و ناجائز ہتھکنڈے بھی استعمال کرنا پڑتے ہیں۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو قرآن و سنت کی رو سے ناجائز اور قبیح جرائم ہیں۔ جب منتخب ہو کر اسمبلیوں میں پہنچ جاتے ہیں تو انھیں سب سے زیادہ فکر اس زرِ کثیر کی ہوتی ہے جو اس مہم پر صرف ہوا ہے۔ اس کی تلافی کے لیے وہ کئی طرح کی بددیانتیوں کے مرتکب ہوتے اور خزانہ عامرہ پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔

اس کے برعکس شوریٰ کے ممبروں کا انتخاب بالکل سادہ اور فطری طریق پر ہوتا ہے۔ امیر مشورہ سے حسب ضرورت مشیروں کا انتخاب (SELECTION) کر لیتا ہے۔ ایسے لوگ اپنی اہلیت کی بنا پر از خود ہی معاشرہ کی سطح پر ابھر آتے ہیں۔ لہٰذا ان کے انتخاب میں دقت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں کسی مخصوص علاقہ کے لوگ بھی ایسے آدمیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔

اور ان کے عزل و نصب میں عوام کی اس آزادانہ رائے کو بھی خاصا دخل ہوتا ہے۔ ان کے انتخاب کے لیے کسی مصنوعی طریقہ یا انتخابی مہم کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ یہاں مشیر کا نہ تو دولت مند ہونا ضروری ہوتا ہے۔ نہ اسے کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا انھیں نہ تو مذکورہ جرائم کا مرتکب ہونا پڑتا ہے اور نہ ہی رشوت اور غبن کے ذریعہ انھیں اپنی دولت بڑھانے کی فکر ہوتی ہے۔

۶۔ مدت منصب: جمہوریت میں پارلیمنٹ کی ممبرشپ ایک حق ہے۔ اب اسی طرح کے دوسرے حق دار اس انتظار میں رہتے ہیں کہ انھیں یہ حق کب نصیب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس منصب کی مدت معین کر دی گئی ہے۔ جب کہ شوریٰ کی ممبرشپ حق نہیں بلکہ ایک ذمہ داری ہے۔ اور یہ مشیر خدا کے سامنے جوابدہی کے تصور کو سامنے رکھ کر اپنا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ لہٰذا یہاں مدت منصب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۶۔ امیر اور شوریٰ کا انتخاب

اولوالامر کے اوصاف

ا۔ مسلمان ہونا ایک اسلامی ریاست کے خلیفہ یا امیر اور اسی طرح باقی سب اولوالامر — جن میں اہل شوریٰ یا ارباب حل و عقد، انتظامیہ اور عدلیہ کے ممتاز ارکان شامل ہیں — کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہوتی ہے اور وہ لوگ جو اس نظریہ پر ایمان ہی نہ رکھتے ہوں وہ اس کا کاروبار کیسے چلا سکتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (۴/۵۹)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں

دوسرے مقام پر فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا (۳/۱۱۸)

اے ایمان والو! نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا۔ وہ کمی نہیں کرتے تمھاری خرابی میں۔

گو امیر یا اولوالامر کی یہ صفت بادی النظر میں چنداں اہم معلوم نہیں ہوتی لیکن اس کی اہمیت...